البتہ سودا کی وہ ہجویات جن کا انداز عمومی یا جن کی اہمیت سماجی ہے کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کی جا سکیں اور دراصل سودا کی یہی ہجویات پائدار عناصر کی حامل بھی ہیں۔ ان میں معاملات کو مبالغہ کے ساتھ پیش کر کے زندگی کی ناقص اقدار کو نشانہ تمسخر بنایا گیا ہے اور اگرچہ مبالغہ آرائی نہایت مشکل چیز ہے اور اس میں توازن کی کمی خود مبالغہ کرنے والے کو نشانہ تمسخر بنادیتی ہے لیکن اِن ہجویات میں مرزا سودا نے کچھ ایسے نکھرے ہوئے اور جچے تلے انداز میں مبالغہ آرائی کی ہے کہ یہی چیز ان تخلیقات کا حسن بن گئی ہے — اس سلسلے میں سودا کا قصیدہ "شہر آشوب" جس میں انہوں نے سماجی حالات کو نشانہ تمسخر بنایا "قصیدہ در ہجو اسپ" "نرپت سنگھ کا ہاتھی" وغیرہ ہجویات قابل ذکر ہیں جن میں کینہ پروری کی بجائے طعن و ظرافت کا عنصر نمایاں ہے سودا کی ہجویات کی تیزی اور نشتریت کا اندازہ ان کی ہجویات کے ان نمونوں سے ہوسکتا ہے :—

سوداگری کیجئے تو ہے اس میں یہ مشقت
دکن میں بکے وہ جو خرید صفہان ہے
لے جا جو کسی عمدہ کی سرکاری میں دی جنس
یہ درد جو سنئے تو عجب طرفہ بیان ہے
قیمت جو چکاتے ہیں تو اس طرح کہ فی الحال
سمجھے ہے فروشندہ پہ دزدی کا گمان ہے